محمد بلال

حیات امین احسن

(۹)

باب ۹

سابقین جماعت کی مجلس مشاورت

جماعت اسلامی کے تاریخی ماچھی گوٹھ کے اجتماع ارکان میں ۷۰ ارکان جماعت سے الگ ہو گئے تھے۔ امین احسن کے احباب اور جماعتی دور کے رفقا نے ان سے درخواست کی کہ وہ ان ارکان کو اکٹھا کریں اور ایک نئی جماعت بنائیں۔ امین احسن کا خیال تھا کہ چونکہ یہ سب افراد کسی ایک نکتے پر متفق ہو کر جماعت سے الگ نہیں ہوئے، اس لیے ان کو مجتمع کرنا، مینڈکوں کی پنسیری باندھنے کے مترادف ہوگا اور وہ کوئی کام نہیں کر پائیں گے۔ تاہم امین احسن نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ایسے افراد کے ساتھ فرداً فرداً رابطہ کیا جائے، اگر ان کے اندر ذہنی ہم آہنگی اور کسی پروگرام پر اتفاق پایا جائے تو نظم قائم کرنے کا اقدام کیا جائے۔ چنانچہ مولانا عبدالغفار حسن اور شیخ سلطان احمد صاحب نے ملک کا دورہ کر کے ان ارکان کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور اسی نتیجے پر پہنچے کہ سب کے ہاں جماعت سے الگ ہونے کے اسباب مختلف ہیں۔ اور ہر شخص جماعت میں خرابی کی نشان دہی اپنے تجربے کی روشنی میں ذاتی رائے کے مطابق کر رہا ہے۔ یہ سب لوگ کسی متعین ہدف پر متفق نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ فوری طور پر ان کے مابین جماعتی نظم قائم کرنا لاحاصل ہوگا۔ البتہ جتنے لوگ ہم خیال نظر آتے ہیں، ان کا ایک اجتماع منعقد کر کے مجلس مشاورت قائم کر دی جائے۔ اس مجلس کا ایک اجتماع ۶-۹/ ستمبر ۱۹۶۷ء

کو رحیم یار خان میں ہوا، جس میں آیندہ کام کے لیے ایک قرارداد منظور کی گئی اور ایک ہیئت اجتماعی کی راہ ہموار کرنے کے لیے ایک مجلس مشاورت کا تقرر ہوا۔ اس مجلس کے حسب ذیل سات ارکان تھے:

مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا عبدالغفار حسن، مولانا عبدالحق جامعی، سردار محمد اجمل خان لغاری، ڈاکٹر نذیر احمد، ڈاکٹر اسرار احمد اور شیخ سلطان احمد (معتمد)۔

مگر اس کے باوجود یہ تنظیم قائم نہ ہو سکی۔ البتہ مجلس کے فیصلوں کی روشنی میں ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے گھر پر ہفتہ وار درس قرآن شروع کیا، جس میں امین احسن نے قرآن مجید کی آخری سورتوں کا درس دیا، مگر بعد میں امین احسن کو ڈاکٹر صاحب کے فکر سے اختلاف ہو گیا اور ان کے بعض رویوں سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ اس ضمن میں امین احسن کے چند مکاتیب بھی درج کیے جاتے ہیں، جن سے ان کی شدت غم کا بھی اندازہ ہوتا ہے:

ڈاکٹر عبداللطیف خان کے نام لاہور سے ۷ار ستمبر ۱۹۷۲ء کو لکھا:

”بڑے غم کے ساتھ آپ کو اس سانحے کی اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بعض خلافِ شریعت اقدامات کی وجہ سے ان سے اور رسالہ میثاق سے بالکل قطع تعلق کر لیا ہے۔ حادثے کی تفصیلات سے آپ کو دکھ ہوگا، اس وجہ سے ان کے ذکر سے گریز کرتا ہوں۔ میں نے بھی اور مجھ سے بہتر دوسرے احباب نے بھی ڈاکٹر صاحب کو بہت سمجھانے کی کوشش کی، لیکن افسوس ہے کہ کامیابی نہیں ہوئی۔ قدرتی طور پر اس سانحہ کا میری صحت پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ دعا فرمائیے کہ یہ زندگی کا آخری سانحہ ہو۔ اب اس قسم کے سانحہ کے برداشت کرنے کی ہمت نہیں رہی ہے۔

میرے درس کا سلسلہ الحمد اللہ جاری ہے اور اب میں تفسیر کے لکھنے کا کام بھی شروع کر رہا ہوں۔ دعا فرمائیے کہ آخر دم تک یہ کام جاری رہے آپ کے گرامی نامہ کا تشویش کے ساتھ انتظار رہے گا۔ براہ کرم جواب سے جلد مطمئن فرمائیے۔“ (سہ ماہی تدبر، جولائی ۱۹۹۸ء، ۶۷)

حکیم شیخ سلطان احمد کے نام لاہور سے ۷ار ستمبر ۱۹۷۲ء کو لکھا:

”اگرچہ معاملہ زیر بحث میں اب مجھے کسی خیر کی امید نہیں ہے، لیکن آپ اگر کسی خیر کی امید دیکھتے ہیں تو کوشش کر دیکھیے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اب بالکل مایوس ہو چکا ہوں اس وجہ سے میں نے کہلا دیا ہے کہ پرچے کے سرورق سے میرا نام نکال دیا جائے اور تفسیر کی اشاعت پرچے میں بند کر دی جائے (پرچہ سے مراد ماہنامہ میثاق ہے جو ڈاکٹر صاحب کی ادارت میں شائع ہو رہا تھا۔ مدیر) میرا خیال ہے کہ میری طرف سے

اظہارِ براءت کے لیے یہ چیز کافی ہو گی۔ پبلک میں کوئی اعلان کر کے میں اپنی رسوائی کی مزید تشہیر نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ ''چٹان'' وغیرہ مجھ سے انٹرویو کے خواہش مند تھے، لیکن صحت کی خرابی کا عذر کر کے میں نے بات ٹال دی ہے۔... میں اب قطعی معلومات کی بنا پر اس نتیجہ تک پہنچ چکا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کو روپے کی ضرورت تھی وہ ان کو مل گیا ہے۔ آپ لوگوں کی اب ان کو مطلق ضرورت نہیں۔ اس وجہ سے سلامتی اسی میں ہے کہ خاموشی سے اس فتنہ سے الگ ہو جائیے۔ ان کو کسی پہلو سے منہ لگانا بھی آپ لوگوں کے شایانِ شان نہیں ہے بس جو حادثہ پیش آنا تھا وہ پیش آچکا۔ اب صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔'' (سہ ماہی تدبر، جولائی ۱۹۹۸ء، ۶۷-۶۸)

مدیر ''تدبر'' خالد مسعود صاحب کے نام رحمان آباد سے ۲۰/ جولائی ۱۹۷۷ء کو لکھا:

''آج یہ خط آپ کو اپنے اس ارادے سے آگاہ کرنے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ میں ایک پمفلٹ ''اسرار نامہ'' کے عنوان سے لکھنا چاہتا ہوں تاکہ اسرار صاحب نے میرے وصل و فصل سے متعلق جو یوسف زلیخا لکھی ہے اس کا جامع جواب ہو جائے اور روز روز کے سوال و جواب سے میری جان چھوٹے۔ اس میں چار پانچ باب ہوں گے:

پہلے باب میں یہ بتاؤں گا کہ میں نے کن توقعات پر اور کس طرح ڈاکٹر صاحب کو اپنے قریب کیا تھا۔

دوسرے میں یہ بتاؤں گا کہ میری طویل علالت کے زمانے میں (یہ اشارہ ۱۹۷۲ء میں نسیان کے حملہ کی طرف ہے۔ مدیر) ڈاکٹر صاحب نے یہ فرض کر کے کہ اب میرا آخری وقت ہے، مجھے ہر پہلو سے بالکل بے دست و پا اور مفلوج کر دینے کی کیا کیا سازشیں کیں اور ان کے کیا اثرات باہمی تعلقات پر پڑے۔

تیسرے میں یہ بتاؤں گا کہ انھوں نے ان مقاصد کے لیے، جن سے میں شدید بیزار تھا، میرے احتجاج کے علی الرغم، کن کن طریقوں سے میرے نام کو استعمال کیا اور لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب میری سرپرستی میں، میری ہدایات کے تحت کر رہے ہیں۔

چوتھے میں ان کی دعاوی اور شطحات کا جائزہ لوں گا اور یہ بتاؤں گا کہ ان کے اصلی افق وہ چار نہیں ہیں جو انھوں نے بتائے ہیں، بلکہ ان کا افقِ اعلیٰ قادیان اور ربوہ ہے اور ایک نئی قادیانیت کے لیے زمین ہموار کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں علماء کو توجہ دلاؤں گا کہ وہ اس فتنہ سے آگاہ رہیں اور اس کو سر نہ اٹھانے دیں۔

پانچویں میں یہ بتاؤں گا کہ اس پورے دورِ وصل میں میں نے ان کو وصل کے کیا کیا آداب بتائے اور سکھائے اور انھوں نے کیا کیا کج ادائیاں کیں جو بالآخر فصل پر منتہیٰ ہوئیں۔

اس خاکے پر آپ اور دوسرے رفقاء غور کر لیں اور اپنے مشورے سے آگاہ کریں۔ اس میں ''میثاق'' وغیرہ سے حوالے نقل کرنے ہوں گے جو آپ کو جمع کرنے پڑیں گے اور یہ کام آپ شروع کر دیں۔

یہ خط رازدارانہ نہیں ہے۔ آپ مناسب سمجھیں تو پمفلٹ کے عنوانات کا اعلان بھی کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا معافی نامہ ایک تمہید کے ساتھ ''شمس الاسلام'' کو دے دیں۔

(اس موضوع پر پے در پے خطوط موصول ہونے پر یہ اندازہ ہوا کہ میثاق میں ڈاکٹر صاحب کے قلم سے نکلنے والے بعض مضامین نے مولاناؒ کو بے حد پریشان کیا ہے اور وہ شاید تفسیر کے کام سے ہٹ کر ایک بے مصرف کام میں الجھنے والے ہیں۔ چنانچہ راقم نے مشورہ دیا کہ مولانا اپنے کام ہی سے سروکار رکھیں اور اسرار نامہ کے لیے ہرگز فکر مند نہ ہوں۔ ضرورت ہوئی تو یہ پمفلٹ لکھنے کا کام کر لیا جائے گا۔ مدیر)''

(سہ ماہی تدبر، جولائی ۱۹۹۸ء، ۷۰-۷۱)